قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ السَّعِید

بانی: حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد** رائے پوری مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیرِ اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی **عبدالخالق آزاد** رائے پوری جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

اکتوبر 2024ء / ربیع الاوّل/ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ • جلد نمبر 16، شمارہ نمبر 10 • قیمت: 30 روپے • سالانہ ممبرشپ: 350 روپے

مجلسِ ادارت

سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن

صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی

مدیر: محمد عباس شاد

ترتیبِ مضامین

- خواہشات پر مبنی قومی اور بین الاقوامی نظام کی پیروی کی ممانعت
- گمراہی سے بچاؤ کی تدبیر
- حضرت سائب بن اقرع ثقفی رضی اللہ عنہٗ
- ملکی آئین سے نظام کا کھلواڑ اور سیاسی جتھوں کا کردار
- خُلقِ عدالت سے حاصل ہونے والے بنیادی مقامات (2)
- سقوطِ بغداد؛ وجوہات واَسباب
- لاٹری کے خواب
- عالمی سیاست میں مشرقِ وسطیٰ کی بڑھتی ہوئی اہمیت
- انسانی اجتماع میں خاندانوں اور قبائل کی معنویت
- مذہب کے نام پر نسل، وطن اور قومی تصورات کے انکار کا رویہ
- قوموں کی رولنگ کلاس کی اہمیت اور انھیں تباہ کرنے کے استعماری حربے
- قوموں میں نفرت پیدا کرنے کے استعماری حربے
- امیر الامرا نواب نجیب الدولہ ثابت جنگ، یوسف زئی
- حضرت مولانا بشیر احمد امینی میواتیؒ کا سانحۂ اِرتحال
- ”المَوقِف فی الحدیث النّبوی الشّریف“ طبع ہوچکی ہے
- دینی مسائل

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا **شاہ عبدالقادر** رائے پوری قدس سرہ مسند نشینِ ثانی خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

”پھر (مسلمانوں کے) اوپر یہ ایسے لوگ (قائد بنے) ہیں، جن میں ”قومی ہمدردی“ کا یہ حال ہے کہ اگر ان کو (زمین کا ایک) مربع مل جائے تو قوم کو کٹوا ڈالیں اور کوئی پرواہ نہ کریں۔ اور یا بے جا ہٹ (دھرمی)، ضد اور بچپنے کی (بے بنیاد) بات پر قوم کے مفاد کو قربان کر ڈالیں۔ یہ تو خود غرضوں سے بھی زیادہ بُرا (کردار) ہے۔ یہ ہٹ (دھرمی) اور بے سمجھی نہ تو ذاتی طور پر کوئی فائدہ بخش ہے، بلکہ (اس سے بڑھ کر) قوم کو تو تباہ کرنا ہی ہے۔

آخر (مسلم) لیگ نے بے سمجھی سے ہلاکو، چنگیز وغیرہ کا نام لے کر (مخالفین پر چڑھ دوڑنے کی) دھمکیاں بھی دیں تو (اس کے ہمدردوں کو تو یہ) دیکھنا چاہیے کہ جب اسے مسلم رائے پر اثر ڈالنے (اور ہم نوا بنانے) کی حیثیت حاصل ہوگئی تو اس کا نتیجہ کیا نکلا۔

(یہی کہ) کہیں اگر (ایک مسلمان نے ایک) ہندو کو مار دیا تو دوسری جگہ (شدت پسند) ہندوؤں نے بھی اسی جذبے کے تحت مسلمانوں کو تباہ کر دیا۔ (سوچنے کی بات یہ ہے کہ) آخر اس (تباہی) کی ذمہ داری کس پر ہے؟“۔

(۲/ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ/ 28/اکتوبر 1946ء، بروز: سوموار۔ مقام: رائے پور)

(ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:189، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے۔

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

درسِ قرآن

تفسیر: شیخ التفسیر مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

خواہشات پر مبنی قومی اور بین الاقوامی نظام کی پیروی کی ممانعت

گزشتہ آیات (2-البقرہ:118-119) میں علم نہ رکھنے والے مشرکوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں کہا گیا کہ ان کے مطالبات اور باتوں کو نظرانداز کریں۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد؛ ماننے والوں کو خوش خبری سنانا اور نہ ماننے والوں کو ڈرانا اور حق کو غالب کرنا ہے۔ ان جاہلوں کے ایمان نہ لانے پر آپؐ سے کوئی سوال نہیں ہوگا۔

ان آیات (2-البقرہ:120-121) میں یہود و نصاریٰ میں سے اہلِ علم کے غلط طرزِ عمل کی نشان دہی کی جا رہی ہے کہ ان میں سے جو خواہش پرست ہیں، وہ کبھی بھی آپ کی بات نہیں مانیں گے۔ وہ آپ کو اپنی خواہشات کو تابع کرنے کی کوشش کریں گے۔ جب کہ ان اہلِ علم میں سے جو لوگ اللہ کے احکامات اور اُس کی کتاب کی تلاوت کا پورا حق ادا کرتے ہیں، وہ ایمان اور یقین کی نعمت سے سرفراز ہو گئے ہیں۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ (اور ہرگز راضی نہ ہوں گے تجھ سے یہود اور نہ نصاریٰ جب تک تُو تابع نہ ہو اُن کے دین کا): ''ملت'' کی حقیقت بیان کرتے ہوئے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں: ''انسانی زندگی کے اجتماعی ''ارتفاقات'' اور اللہ سے تعلق کے ''اقترابات'' کئی شکلوں اور صورتوں میں عمل میں لائے جا سکتے ہیں۔ ...پس جس فکر اور نظریے کو سامنے رکھ کر ان ''ارتفاقات'' اور ''اقترابات'' کی مخصوص شکل و صورت اور عملی وضع قطع اختیار کی جائے، اُسے ''ملت'' کہا جاتا ہے۔...انسانی معاشروں میں یہ ملتیں بنیادی طور پر تین ہیں: (1) ''ملتِ طبیعیین'': وہ لوگ جو مادیات اور طبعیات کے تجربات کی بنیاد پر اپنے اجتماعی ارتفاقات اور عبادتوں کے طور طریقے وضع کرتے ہیں۔ (2) ''ملتِ نَجّامین'': جو فلکیات اور ستاروں کے زیرِ اثر اپنے اجتماعی سیاسی اور معاشی معاملات اور رُوحانی عبادتوں کی شکل و صورت بناتے ہیں۔ (3) ''ملتِ ابراھیمیہ حنیفیہ'': وہ لوگ جو مادی اور طبیعی تجربات اور ستاروں کے مشاہدات سے آگے؛ ذاتِ باری تعالیٰ کے عالم گیر ملکوتی نظام کو مانتے اور اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان رکھتے ہیں اور حنفی تحریک کے انبیا کی تعلیمات کے مطابق اپنا سیاسی، معاشی، سماجی ارتفاقی نظام اور عبادات کا نظام وضع کرتے ہیں''۔ (البدور البازغہ)

یہود و نصاریٰ میں سے وہ اہلِ علم کہ جنھوں نے ''ملتِ ابراھیمیہ حنیفیہ'' کے اجتماعی ارتفاقی اور اقترابی تعلیمات میں اپنی خواہشات کے مطابق ''ملتِ طبیعیین'' اور ''ملتِ نَجّامین'' کے زیرِ اثر تحریفات کی ہیں اور خواہشات کے زیرِ اثر خود ساختہ ''ملت'' گھڑ لی ہے اور اس کے علمی اور عملی نظام کو استوار کر لیا ہے، وہ کبھی بھی آپ سے راضی نہیں ہوں گے۔ وہ اُسی وقت راضی ہوں گے کہ جب آپ اُن کی گھڑی ہوئی خواہشات پر مبنی ملت کی پیروی کرنے لگیں۔ حال آں کہ یہ یہودی اور عیسائی علما اپنی کتابوں تورات اور اِنجیل کو غور سے پڑھ کر آپ ﷺ کی اتباع کرتے تو کامیاب ٹھہرتے۔

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ (تُو کہہ دے: جو راہ اللہ بتلا دے وہی راہ سیدھی ہے): ہدایت صرف وہی ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک جامع اور مکمل ہدایت کی صورت میں انبیائے حنیفیہ میں سے ہر دور کے نبی پر نازل کی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ''صحفِ ابراہیم''، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ''تورات''، حضرت داؤد علیہ السلام پر ''زبور'' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ''انجیل'' کی صورت میں اور اب حضرت محمد ﷺ پر کتابِ مقدس قرآن حکیم کی صورت میں نازل ہوئی ہے۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (اور اگر بالفرض تُو تابع داری کرے ان کی خواہشوں کی؛ بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا، تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا اور نہ مددگار): حقیقی علم و شعور پر مبنی ایسی جامع ہدایت آ جانے کے بعد ان کی خواہشات پر گھڑی ہوئی ملت کی اتباع کرنا کسی طرح درست نہیں ہے۔ اگر بالفرض آپ نے ان کی گھڑی ہوئی ملت کی اتباع کی تو آپ کی مدد کرنے والا نہ کوئی والی ہوگا، اور نہ کوئی دوست ہوگا۔ انسانی زندگی میں مدد یا تو حکمران کے ذریعے سے ملتی ہے، یا عوام کی نصرت اور اجتماع کے ذریعے سے۔ اللہ کے مقابلے میں ایسا کوئی حکمران اور کوئی عوامی اجتماع کبھی مددگار نہیں ہو سکتا۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ (وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب، وہ اس کو پڑھتے ہیں جو حق ہے اس کے پڑھنے کا، وہی اس پر یقین لاتے ہیں): یہود و نصاریٰ میں سے ایسے اہلِ علم کہ جنھیں اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس دور کے نبیٔ برحق نے جو کتاب بھی دی، انھوں نے اس کی تلاوت کا حق ادا کر دیا۔ وہی ایمان لانے والے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہٗ نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے تھے تو اُن کی کتاب تورات کی تلاوت پوری حقانیت کے ساتھ کی اور اُس میں موجود تعلیمات اور نشانیوں کو سمجھا اور اُس کے مطابق رسول اللہ ﷺ میں وہ نشانیاں دیکھیں تو جھٹ ایمان لائے۔ جیسا کہ حدیث کی کتابوں میں آپؓ کے ایمان لانے کا واقعہ تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

ایسے ہی آپؐ سے پہلے انبیا؛ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام اور اُن کے متبعین نے حنفی تحریک کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحیفوں کی تعلیمات کی پورے طور پر تلاوت کی اور اُن میں بنی اسماعیل میں مبعوث ہونے والے آخری نبی رسول اللہؐ کی بعثت کی بشارت میں موجود تھی تو انھوں نے اپنی کتابوں؛ تورات اور انجیل میں اُس بشارت کو نقل کیا۔ اُن کے سچے متبعین ملتِ ابراہیمیہ حنیفیہ کی جامع ہدایات پر صدقِ دل سے ایمان لا کر کامیاب ہوتے رہے۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (اور جو کوئی منکر ہوگا اس سے تو وہی لوگ نقصان پانے والے ہیں): اور جن لوگوں نے اپنی کتابوں میں موجود بشارتوں کا علم رکھنے کے باوجود بنی اسماعیل کے آخری نبی سے روگردانی کی اور اُن پر نازل ہونے والی کتابِ مقدس قرآن حکیم کی تعلیمات کا انکار کیا، وہی لوگ خسارے میں ہیں۔

درسِ حدیث

از: مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

گمراہی سے بچاؤ کی تدبیر

عَنْ مَالِکؒ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ''تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّةَ رَسُولِهِ''۔

(مالک بن انسؒ مرسل روایت بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے: اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت''۔) (الموطأ: 1607)

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اللہ کی کتاب اور سنت کی پیروی گمراہی سے بچانے والی ہیں۔ انبیا علیہم السلام پر تقریباً 313 کے قریب ہدایت کے مجموعے نازل کیے گئے۔ سوائے قرآن کے ان میں سے کوئی بھی مکمل محفوظ نہیں رہا، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی تعلیم دی، قرآن کی تشریح اور تسہیل کی اور تمثیلی صورت میں بیان کیا۔ یہ چار دائرے ہیں، جو رسول اللہ ﷺ نے قرآن کو بیان کرنے کے لیے اختیار کیے۔ تعلیمِ کتاب سے مراد قرآن کے احکامات سمجھانا ہے، جب کہ مشکل اُمور کو عام فہم کرنے کے لیے آپ ﷺ نے ان کی تشریح کر دی۔ بہت سے امور پر عمل کر کے دکھا دیا۔ اس کو قرآن: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کہتا ہے۔ اُسوۂ حسنہ کسی اَمر کی عملی مثال کو کہتے ہیں، جیسے حضور ﷺ نے کہا: مجھ سے حج کے احکامات سیکھ لو۔ حج کا عمل کر کے دکھایا۔ نماز کے بارے میں کہا: اس طرح نماز پڑھو، جیسے تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ اسی طرح آپ ﷺ کی خانگی، معاشرتی اور قومی زندگی کی مثالیں ہیں۔ وقتاً فوقتاً آپ ﷺ نے جو معاملات کیے اور لوگوں کے ساتھ ملے جلے تو یہ سب چیزیں عملی ہیں کہ حضور ﷺ نے احکامات کو مثال یعنی عمل کے ذریعے سے واضح کر دیا۔

اس بنا پر قرآن و سنت دین کی اساس ہیں۔ ان سے دینِ اسلام کی اصل ہدایت انسانی دل و دماغ پر کھل جاتی ہے۔ فقہائے کرام نے قرآن و سنت میں غور و فکر کر کے دینِ اسلام کو آسان اور قانون کی زبان میں بیان کر دیا اور نئے پیش آمدہ مسائل کو قرآن و سنت کی روشنی میں حل کر دیا۔

آج کل قرآن و سنت کے الفاظ کو محدود یا غلط مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ تشریحاتِ علمائے حق جو قرآن و سنت میں گہرے غور و فکر کا نتیجہ ہیں، اس سے اِعراض کرنے اور لوگوں کو علمائے حق سے دور کرنے کے لیے قرآن و سنت کی تعبیر کو بہ طور آلے کے استعمال کیا جاتا ہے۔ قرآن و سنت میں گہرے غور و خوض کے ساتھ جو تفصیلات فقہا نے بیان کیں وہ قرآن و سنت سے ہی اخذ شدہ ہیں اور آسان تعبیر ہے اور قرآن و سنت کے تقاضے پر مبنی ہیں۔ اس کے خلاف نہیں ہیں۔

صحابہؓ کا ایمان افروز کردار

مولانا قاضی محمد یوسف، حسن ابدال

حضرت سائب بن اقرع ثقفی رضی اللہ عنہ

صحابیٔ رسول حضرت سائب بن اقرع ثقفی رضی اللہ عنہ، بنوثقیف کے غلام تھے۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ جب ان کی والدہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ان کو لے کر گئیں، یہ بچے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے سر پر دستِ شفقت رکھا اور ان کے لیے دعا مانگی۔ آپؓ کو حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں مدائن کا گورنر مقرر کیا۔ آپؓ فتح نہاوند و مہرجان میں شریک ہوئے اور حضرت عمرؓ کا خط لے کر گئے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: ''عرب کے اندر نوخیز نوجوانوں میں سائبؓ سے بڑھ کر کوئی عقل مند نہیں دیکھا''۔ مہرجان کی فتح میں حضرت سائبؓ جب ہرمزان کے محل میں داخل ہوئے تو دیکھا ایک خوب صورت ہرنی کی تصویر ہے، جس کے اگلے ہاتھ باہر کی طرف لٹک رہے ہیں تو کہا: ''اللہ کی قسم اس کے اندر کوئی خاص پیغام ہے۔ جب اس کو دیکھا تو فوراً ہرمزان کی سازش کا پتہ چل گیا۔ اس نے بہت سارے جواہرات اس میں چھپار کھے تھے''۔

حضرت عمرؓ نے ثقیف کے غلام سائب کو حساب دانی اور منشی کے فرائض کے لیے جنگِ نہاوند میں روانہ فرمایا اور ان کو کچھ وصیتیں فرمائیں کہ: ''تم اس لشکر میں رہو! اگر اللہ تعالیٰ ان کو فتح دے تو مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کرو اور اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے لیے الگ کر لو اور اگر خدانخواستہ اس لشکر کو شکست ہو تو تم مضافات میں چلے جاؤ۔ کیوں کہ اس وقت زمین کے اندر، باہر سے بہتر ہوگا''۔ حضرت سائبؓ فرماتے ہیں کہ: ''جب اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی تو بہت سا مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ میں مالِ غنیمت تقسیم کر رہا تھا کہ ایک عجمی شخص نے پناہ کے بدلے ایران کے شاہی خزانے کا پتہ بتانے کی پیشکش کی، جو آپ اور خلیفہ کے لیے مخصوص ہوگا''۔ سائبؓ نے اس پیشکش کو قبول کرتے ہوئے خزانہ منگوایا، جس میں موتی، زبرجد اور یاقوت بھرے ہوئے دو بڑے صندوق تھے۔ جب یہ خزانہ مدینہ پہنچا، حضرت عمرؓ کو جنگ میں فتح اور مالِ غنیمت کی خوش خبری ملی، مگر نعمانؓ کی شہادت کا سن کر وہ غمزدہ ہوئے اور فرمایا کہ: ''شہید ہونے والے ہی قوم کے اصل محافظ اور عزت و وقار والے لوگ ہیں، جب کہ پیچھے رہ جانے والے کمزور ہیں''۔ حضرت عمرؓ نے مجھے واپس کوفہ جانے کا حکم دیا۔ کوفہ پہنچتے ہی دوبارہ مدینہ آنے کا پیغام موصول ہوا۔ جب میں مدینہ پہنچا تو حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ: ''ان صندوقوں کو لے کر مسلمانوں کے وظائف اور ضروریات میں خرچ کیا جائے''۔

ان احوال سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سائبؓ، غلام ہونے کے باوجود سماجی، انتظامی اور جنگی اور مالی معاملات میں انتہائی قابلیت رکھتے تھے اور حضرت عمرؓ جیسے مدبر حکمران انھیں ان ذمہ داریوں پر فائز کر رہے ہیں۔ اس لیے ہر طبقے میں صالح افراد موجود ہوتے ہیں، انھیں قومی اور ملّی اجتماعی سرگرمیوں میں شامل کرنا ہی اصل کمال اور سماجی ارتقا ہے۔ حضرت سائبؓ اصبہان کے گورنر بھی بنائے گئے اور وہیں فوت ہوئے۔ (اُسد الغابہ، تاریخ طبری ج3)

ملکی آئین سے نظام کا کھلواڑ اور سیاسی جتھوں کا کردار

اس میں کوئی شک نہیں کہ قوموں کے مقدر کا ستارہ ان کی لیڈر شپ کی بدولت ہی چمکتا ہے۔ قوموں کے عروج و زوال میں ان کی قیادت کا اہم کردار ہوتا ہے۔ قومی رہنماؤں کے درست فیصلوں اور احساسِ ذمہ داری سے قومی ترقی کی سمت متعین ہوتی ہے اور زوال سے بچنے میں مدد ملتی ہے۔ جب کسی قوم پر خود غرض اور مفاد پرست دوسروں کے آلۂ کار جتھے قومی قیادت کے نام سے مسلط ہو جاتے ہیں تو ان کے غلط فیصلوں سے قوم معاشی اور سیاسی تباہی کے گھاٹ اُترنا شروع ہو جاتی ہے:

اوّلاً: قومی سطح پر معاشی عدمِ استحکام نمودار ہوتا ہے، کیوں کہ خود غرض قیادت عوامی وقومی مفاد کے علی الرغم اپنے طبقاتی معاشی مفادات کو ترجیح دیتی ہے، جس کے نتیجے میں معاشی وسائل کا غلط استعمال ہوتا ہے اور یہ لوگ اپنے ماتحت طبقے کے لوگوں کو غلط استعمال کرتے ہیں، جس کی بدولت بدعنوانی پروان چڑھتی ہے۔ اس سے ملکی معیشت کمزور اور عوامی معاشی حالت ابتر ہوتی چلی جاتی ہے۔

ثانیاً: مفاد پرست قیادت اپنے ذاتی مفادات کے حصول اور اقتدار سے چمٹے رہنے کے لیے غلط قانون سازی اور غیر آئینی پیکج لاتی ہے۔ اس سے قوم میں عدمِ اعتماد، نفرت اور بداعتمادی جنم لینے لگتی ہے، جو معاشرے کو انارکی کی طرف دھکیل دیتی ہے۔

ثالثاً: غلط قانونی اور آئینی اقدامات کی وجہ سے سیاسی عدمِ استحکام پیدا ہو جاتا ہے، جس سے ملک کی سیاسی صورتِ حال بگڑنا شروع ہو جاتی ہے اور قوم حقیقی لیڈر شپ نہ ہونے کے سبب عوام ہجوم کی شکل میں احتجاجوں اور مظاہروں کا حصہ بننا شروع ہو جاتی ہے۔ اس سے بے نتیجہ تحریکیں قوم میں مایوسی کا سبب بننے لگتی ہیں۔

آج ہمارے ملک پر مسلط سیاسی اور معاشی جتھے کچھ ایسی ہی صورتِ حال پیدا کیے ہوئے ہیں۔ اقتدار میں موجود ہر گروہ ایسی آئینی ترامیم کرنا چاہتا ہے جس سے اس کے گروہی مفادات کا تحفظ ہو جائے، خواہ قوم فنا کے گھاٹ اتر جائے۔ مہذب قومیں اپنے ترقی کے سفر میں اپنے آئین کی نوک پلک سنوارتی رہتی ہیں اور وہ اس کے بنیادی قومی اور جمہوری تقاضے بھی پورے کرتی ہیں۔ بنیادی آئینی ڈھانچے کو بدلنے کے لیے باقاعدہ نئے دستور ساز الیکشن کروائے جاتے ہیں اور قوم سے رائے لی جاتی ہے کہ ہم آئین میں کچھ بنیادی تبدیلیاں کرنا چاہتے ہیں، کیا قوم کی اکثریت ہمیں اپنے ووٹ کے ذریعے اعتماد دیتی ہے کہ ہم یہ کام وسیع تر قومی مفاد میں کر گزریں؟ یا پھر جزوی تبدیلیوں کے لیے حقیقی طور پر منتخب ایوان جمہوری تقاضے پورے کرتے ہوئے ایسے اقدامات اٹھاتے ہیں، لیکن ہمارے ہاں کے انداز ہی نرالے ہیں کہ جہاں منتخب ایوان تو کجا، یہاں تو جعلی مینڈیٹ کے ذریعے اسٹیبلیشمنٹ کی بیساکھی کے ذریعے کھڑی کی گئی حکومت سے یہ کام لینے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ وہ چند افراد کی خواہشات پورا کرنے کے لیے اپنے گروہی مقاصد کے لیے آئین کا حلیہ بگاڑ دے۔

ہم کہاں کھڑے ہیں کہ جس ملک کی پارلیمنٹ ہی قومی سطح پر متنازعہ ہے اور سینٹ میں ایک صوبے کی نمائندگی ہی نہیں، لیکن پھر بھی جمہوریت کے نام پر بڑی آئینی تبدیلیوں کا ڈول ڈالا جا رہا ہے۔ گزشتہ مہینے جس دن 15 ستمبر کو دنیا میں جمہوریت ڈے منایا جا رہا تھا، ہمارے ہاں ایک گروہ مرضی کی آئینی ترامیم کرنے کے لیے ممبرانِ اسمبلی کی خرید و فروخت اور اغوا برائے ووٹ سے جمہوریت کا مذاق اُڑا رہا تھا۔ عجب ترمیم ہے کہ آئینی ترمیم کا مسودہ ہی کسی نے نہیں دیکھا، لیکن اس کے حق میں ووٹ دینے کو بے تاب نظر آتے ہیں۔ یہ کون سی آزادانہ اظہارِ رائے ہے؟ یا پھر ان لوگوں نے اپنی رائے مستقل طور پر کہیں گروی رکھ چھوڑی ہے۔ دنیا کی آزاد سیاسی لیڈر شپ نے اپنی قوموں کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کروایا ہے اور ہمارے ملک پر مسلط سیاسی جتھے آئے دن قانون سازی کے نام پر قوم کے لیے نیا پھندہ لاتے ہیں، تاکہ قوم کے پاؤں میں ایک اَور بیڑی کا اضافہ کر دیا جائے۔ کیا اس آئینی ترمیمی پیکج میں کوئی شق آئی پی پیز سے متعلق بھی ہے، جس کے ذریعے عوام دشمن معاہدوں کی تنسیخ کی کوئی راہ نکل سکے؟ یا جتنی تگ و دو اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے آئین میں ترامیم کے لیے کی جاتی ہیں، ایسی کوشش آئین میں بحق عوام ترامیم کے لیے بھی کبھی کی گئی ہیں؟

یہ پاکستان میں پہلی بار نہیں ہو رہا۔ اگر آپ ہمارے ہاں کی آئینی ترامیم کی تاریخ پڑھیں تو یہاں مفاد پرست قوتوں کے ذریعے ہمیشہ آئین کو موم کی ناک بناتے ہوئے اس کا حلیہ بگاڑا جاتا رہا ہے، بلکہ یہاں ترمیم سودے بازی کی طرح ہوتی ہے۔ آپ ہماری لیے یہ کر دیں، ہم آپ کے لیے یہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی کسی کو فارم 47 پر حکومت دے دے تو پھر وہ حکومت اس کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہے، ورنہ اپوزیشن کو گود لے کر انھیں گھر کی راہ دکھائی جاتی ہے۔ ووٹ کو عزت دلانے والے اور اپنے آپ کو سیاسی لوگ کہلانے والے اس مسودے کو پڑھے بغیر پاس کروانے کے لیے کتنے بے تاب تھے اور پھر مسودہ بھی ایک نہیں تھا، مختلف لوگوں کو مختلف مسودے دیے گئے تھے اور اس پر قوم کو حقیقت سے آگاہ کرنے کے بجائے ترامیم کے حق میں دور از کار تاویلات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کیا گیا اور سیاسی جتھوں کی حمایت میں بہت سے طبقے اپنے کدالوں کے ساتھ آئینی فصیلوں پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ ہماری سرکاری صحافت کی طومار نویسی کے ایسے ایسے شاہکار نمونے سامنے آنے لگے کہ خدا کی پناہ!

ہماری نظر میں یہ آئینی ترامیمی پیکج بھی حسبِ سابق نظام میں موجود بہت سی قوتوں کی آپسی جنگ ہے، جو عوام کے نام پر لڑی جا رہی ہے۔ جس وقت جس گروہ کو جس قانون کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، وہ عوام کا نام لے کر اس کی راہ ہموار کرنے پر کمر بستہ ہو جاتا ہے۔ یہ نظام اپنے چہرے کو جمہوری ملمع کاری سے چھپانے کی کوشش میں حقائق کو مسخ کرتا رہتا ہے۔ تاہم باشعور حلقے قوم کی گلوخلاصی کے لیے اس نظام کے انہدام ہی کو ضروری سمجھتے ہیں۔ (مدیر)

افکار شاہ ولی اللہؒ

مترجم: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

خُلقِ عدالت سے حاصل ہونے والے بنیادی مقامات (2)

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''حُجّةُ اللّٰہِ البالِغہ'' میں فرماتے ہیں:

''خُلقِ عدالت سے متعلق ان تمام اُمور کے بارے میں چند ارشاداتِ نبویؐ بہ طور نمونہ کے ہم بیان کرتے ہیں۔ (12 بنیادی مقامات احادیث کی روشنی میں گزشتہ شمارے میں بیان ہو چکے ہیں۔ باقی) حضور ﷺ کے ارشادات درج ذیل ہیں:

(یتیم، مسکین اور بیوہ کے حقوق)

(13) آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَیں اور یتیم کی کفالت کرنے والا۔ خواہ یتیم اس کا اپنا ہو یا کسی اَور کا۔ جنت میں اس طرح (انگشتِ شہادت اور درمیانی اُنگلی کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ دو اُنگلیاں جیسے برابر ہوتی ہیں) ہوں گے''۔ (مشکوٰۃ: 4952)

(14) آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ اور مسکین کی ضرورتوں کا خیال رکھنے والا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے''۔ (مشکوٰۃ: 4951)

(بیٹیوں اور بیویوں کے ساتھ خیر اور بھلائی کا معاملہ)

(15) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ: ایک عورت میرے پاس آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں، اس نے مجھ سے سوال کیا، میرے پاس صرف ایک کھجور ہی تھی، میں نے وہی اسے دے دی۔ اس نے اسے اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود نہ کھائی۔ پھر وہ کھڑی ہوئی اور چلی گئی۔ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپؐ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''جس شخص کی ان بیٹیوں سے کسی طرح آزمائش کی گئی اور اس نے ان سے حسنِ سلوک کیا تو وہ اس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائیں گی''۔ (مشکوٰۃ: 4949)

(16) فرمایا: ''عورتوں کے ساتھ خیر و بھلائی سے پیش آؤ، کیوں کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں، اور پسلی کا اوپر والا حصہ سب سے زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے، اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ بیٹھو گے، اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھا رہے گا۔ تم عورتوں کے ساتھ خیر و بھلائی کا خیال رکھو''۔ (مشکوٰۃ: 3238)

(خاوند پر بیوی کے حقوق)

(17) حضرت معاویہ قشیریؓ روایت کرتے ہیں، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بیوی کا خاوند پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اس کے چہرے پر مارو نہ اسے بُرا بھلا کہو، اور (ناراضگی میں) صرف کمرے میں اس سے علاحدگی اختیار کرو''۔ (مشکوٰۃ: 3259)

(بیوی پر خاوند کے حقوق)

(18) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنی اہلیہ کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے اور وہ (خاوند) ناراضی میں سو جائے تو صبح ہونے تک فرشتے اس (عورت) پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں''۔ (مشکوٰۃ: 3246)

(19) آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت کے لیے، اپنے خاوند کے پاس ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں۔ اور وہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت نہ دے''۔ (مشکوٰۃ: 2031)

(20) فرمایا: ''اگر مَیں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی شخص کو (بہ طورِ تعظیم) سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے''۔ (مشکوٰۃ: 3255)

(21) فرمایا: ''جو عورت اس حال میں فوت ہو کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی''۔ (مشکوٰۃ: 3256)

(اہل و عیال پر خرچ کرنے کا اجر)

(22) فرمایا: ''ایک دینار وہ ہے جسے تُو نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ ایک دینار وہ ہے جو تُو نے کسی غلام کی گردن آزاد کرنے میں خرچ کیا۔ ایک دینار وہ ہے جسے تُو نے کسی مسکین پر خرچ کیا۔ اور ایک دینار وہ ہے جسے تُو نے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا۔ ان میں سے سب سے زیادہ باعثِ اجر وہ ہے جو تُو نے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا''۔ (مشکوٰۃ: 1931)

(23) فرمایا: ''جب مسلمان اللہ کی رضا اور حصولِ ثواب کی نیت سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے''۔ (مشکوٰۃ: 1930)

(پڑوسیوں کے حقوق)

(24) فرمایا: ''جبریلؑ پڑوسی کے متعلق مجھے مسلسل وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ وہ اسے وارث بنا دیں گے''۔ (مشکوٰۃ: 4964)

(25) آپ ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ابوذر! جب تم شوربہ بناؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈالا کرو اور اپنے پڑوسی کا بھی خیال رکھا کرو''۔ (مشکوٰۃ: 1937)

(26) فرمایا: ''جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے''۔ (بخاری: 6018)

(27) فرمایا: ''واللہ! وہ ایمان والا نہیں۔ واللہ! وہ ایمان والا نہیں۔ واللہ! وہ ایمان والا نہیں''۔ عرض کیا گیا کون یا رسول اللہ؟ فرمایا: ''وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو''۔ (بخاری: 6016)

(خونی رشتہ داروں کے حقوق)

(28) فرمایا: ''اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور جب وہ اس سے فارغ ہوا تو رحم کھڑا ہو گیا اور اس نے رحمٰن کی کمر پکڑ لی۔ اس پر (رحمٰن) نے فرمایا: ''ہٹ جا؟'' اس (رحم) نے عرض کیا: یہ مقام اس کا ہے جو تیرے ساتھ قطع رحمی سے پناہ طلب کرتا ہے''۔

(بقیہ: صفحہ 11 پر)

اسلامی دور کی ناقابلِ فراموش شخصیات

مفتی محمد اشرف عاطف، لاہور

سقوطِ بغداد؛ وجوہات واَسباب

عباسی خلافت کے آخری خلیفہ مستعصم باللہ (متوفی 1258ء) تھے، جو اپنے باپ مستنصر باللہ کی وفات (1242ء) کے بعد تختِ خلافت پر براجمان ہوئے، لیکن ان میں اُمورِ جہاں بانی کی کمی تھی۔ بیدار مغزی، علوِ ہمت اور دوست ودشمن کی پہچان جیسی خوبیوں اور اَوصاف کا فقدان تھا۔ اگرچہ ذاتی حیثیت میں دین داری اور اتباعِ سنت کی طرف میلان تھا، لیکن حکمرانی کے لیے جو خوبیاں ہونی چاہئیں، اس سے موصوف تہی دست تھے۔ سب سے بڑی غلطی یہ کہ ابن علقمی (متوفی 1258ء) جیسے غدار و وطن فروش کو اپنا معتمد وزیر بنالیا، جو اس اہم عہدے کے لائق نہ تھا۔ عدمِ لیاقت کی سب سے بڑی وجہ نظامِ خلافت اور خلیفہ کے ساتھ عدمِ وفاداری تھی۔ چناں چہ سب سے پہلے تو اس نے بڑی عیاری وچالاکی سے خلیفہ پر اپنا اعتماد بحال کیا اور خلیفہ کو کٹھ پتلی کی طرح اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ خلیفہ کو عضوِ معطل بنا کر سیاہ وسفید کا خود مالک بن گیا۔

ابن علقمی نے ایک خاص نقطۂ نظر اور عقیدہ رکھنے والے لوگوں کو آگے بڑھانا شروع کردیا۔ جن بدعات ورسومات کو سابقہ خلیفہ نے مٹایا تھا، ان کی اجازت دے دی۔ بلکہ ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی، جس سے فرقہ وارانہ فسادات ہونے لگے اور معاشرہ تقسیم ہونے لگا۔ اور ساتھ ہی اُس نے یہ کوشش بھی شروع کردی کہ عباسی خلافت کو ختم کرکے علویوں کی خلافت قائم کی جائے۔

ابن علقمی کی ان سازشوں سے بعض سمجھ دار اور خلافت کے ہمدرد لوگوں نے خلیفہ کو آگاہ بھی کیا، لیکن خلیفہ اس قدر احمق، بے وقوف اور بزدل تھا کہ ان ہمدرد لوگوں کی گفتگو سے خود ابن علقمی کو آگاہ کردیا۔ جس سے نہ صرف وہ چوکنا ہوگیا، بلکہ اپنی وفاداری وفرماں برداری کا خلیفہ کو یقین دلایا اور ان ہمدرد لوگوں کے بارے میں خلیفہ کو بدظن کردیا اور ان کو فتنہ پرداز اور غدار باور کرایا۔ خلیفہ نے حماقت و ناتجربہ کاری سے اس کی باتوں کا یقین کرلیا۔

اسی پر بس نہیں، بلکہ غداری میں ایک قدم اَور آگے ہلاکو خان۔ جو چنگیز خان کا پوتا، منگولوں کا سردار اور خراسان وغیرہ ممالک کا حکمران تھا۔ کو خط لکھا اور بغداد پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی۔ اور لکھا کہ آپ بغداد پر بغیر جنگ وقتال کے قبضہ کرسکتے ہیں۔ خط لے کر جو ایلچی گیا تھا، اس سے ہلاکو خان نے کہا: ''ابن علقمی جو کچھ لکھ رہا ہے، اس پر ہم کیسے اعتماد کرلیں؟'' جب کہ منگول عربوں سے مرعوب تھے۔ خلافتِ بغداد کی افواج کی کثرت، عربوں کی شجاعت وبہادری اور شام کے محاذ پر ان کے لشکر کو بعض مواقع پر عرب قبائل سے ہزیمت اُٹھانا پڑی تھی۔ ان اسباب ووجوہات سے ہلاکو خان ابن علقمی کے خط پر فوری طور پر بغداد پر حملہ کرنے کے لیے آمادہ نہ ہوا اور ابن علقمی نے خلافتِ بغداد کی اَفواج کو بے اثر اور کم کرنے کی تدابیر شروع کردیں۔ (باقی آئندہ)

ملکی معیشت

ملکی معیشت
ملکی معیشت

محمد کاشف شریف ، اسلام آباد

لاٹری کے خواب

دنیا بھر کے اَخبارات، پاکستان کی ساحلی پٹی میں دنیا کے چوتھے بڑے تیل کے ذخائر کی دریافت کی خبر دے رہے ہیں۔ ایسی ایک خبر پانچ سال قبل بھی دی گئی تھی، لیکن بعد میں کہا گیا کہ اس خطے میں تیل کی دریافت کا مطلب کچھ اَور ہے اور اسے نکال کر استعمال کرنے کا مطلب کچھ اَور ہے۔ یعنی یہ کام موجودہ ٹیکنالوجی کی موجودگی میں تقریباً ناممکن ہے، لیکن پانچ سال بعد اب بتایا جارہا ہے کہ پاکستان کی قسمت بدلنے جارہی ہے اور اب ہمارے قرضے اُتر جائیں گے اور ایندھن کی درآمدات پر خرچ ختم ہوجائے گا اور اس پیسے سے ہم ترقیاتی کام کریں گے وغیرہ اور یوں یہاں غربت ختم ہوتی چلی جائے گی۔ اس میں مزید یہ کہ ان ذخائر کو نکالنے کے لیے اگلے پانچ سالوں میں 5 ارب ڈالر درکار ہوں گے اور اب تک دنیا سے کسی بھی ملک یا کمپنی نے ان ذخائر پر کام کرنے کے حوالے سے حامی نہیں بھری۔ وجہ ملک میں امن واَمان کی مستقل خراب صورت حال اور پہلے سے موجود بڑی کمپنیوں کا پاکستان سے خروج بن رہی ہے۔ ڈر تو یہ ہے کہ اب قوم پر ان پانچ ارب ڈالر کا مزید قرض منڈھ دیا جائے گا اور تیل عوام کا نکلے گا۔

ہماری قوم کی شعوری اُٹھان اس طرح کی گئی ہے کہ عموماً اتفاقی واقعات اور حادثات ہماری سوچ اور خوابوں کا مرکز رہتے ہیں اور جو اتفاقی واقعات گزر چکے ہیں اور تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں انھیں بھول جانا، یا معمول کا واقعہ گردان لینا' ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہم تو زرعی ملک تھے تو کیوں آج اناج کو ترستے ہیں اور پوری دنیا میں اس کی خریداری کے لیے بھاگے پھرتے ہیں۔ کیا یہ ہمارے لیے قدرت کا تحفہ نہیں تھا؟ یوں تو ہمارے پاس ریکوڈک اور سینڈک میں تانبے اور سونے کے بڑے ذخائر ہیں، جن کی مالیت کوئی دس کھرب ڈالر بتاتا ہے اور کوئی بیس، لیکن گزشتہ بیس سالوں میں ان ذخائر نے ہمارا کیا بگاڑا ہے؟ سب کو معلوم ہے۔ چوں کہ یہ لاٹری بیس سال قبل نکلی تھی، اس لیے اس سے متعلق لوٹ مار، قتل وغارت گری ایک معمول کی کارروائی ہے۔ سوئی میں گیس کے ذخائر کے تو کیا کہنے، پچاس سال اسے استعمال کرکے آج ہم چین اور جاپان سے آگے نکل گئے ہیں؟ یا آج بھی ان ممالک کی طرف سے امداد اور بھیک کے متمنی ہوتے ہیں؟ اور CPEC تو گیم چینجر تھا، اس کا کیا بنا؟

اس پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ پاکستان کے تو مخصوص حالات ہیں اور اس کے خلاف پوری دنیا کام کررہی ہے، اس لیے کچھ مل جائے تو غنیمت ہے۔ تو اس پر سوچیں کہ اس دوران مشرقِ وُسطیٰ کے ممالک کیوں یورپ وامریکا سے آگے نہیں نکل سکے۔ نائیجیریا OPEC کا ممبر ہے اور سالانہ ساٹھ ارب ڈالر کا تیل برآمد کرتا ہے، یادرہے پاکستان کی کُل برآمدات 26 ارب ڈالر کے آس پاس رہتی ہیں اور بنگلا دیش کی 32 ارب ڈالر۔ اس کے باوجود نائیجیریا کی معیشت پاکستان سے بھی کیوں گئی گزری ہے؟ آج پاکستان کو زرِمبادلہ کی اشد ضرورت ہے۔ کوئی ہاتھ نہیں پکڑ رہا اور ہمیں مہنگے ترین قرض لینے پڑ رہے ہیں۔ ممکن ہے یہ قرض دینے والے مالیاتی اداروں کے لیے ایک جال Bait ہو؟

عالمی منظرنامہ

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

عالمی سیاست میں مشرقِ وسطیٰ کی بڑھتی ہوئی اہمیت

مشرقِ وسطیٰ صدیوں سے عالمی سیاست کا مرکز رہا ہے۔ حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہم السلام نے خانۂ کعبہ اور بیت المقدس کی تعمیرِ نو کے بعد اسے قافلوں کی گزرگاہ اور قیام کا مرکز بنا دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے عالمی معیشت کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لیے مصری معیشت کو جدید خطوط پر استوار کرکے اقوامِ عالم کو عالمی قحط کے پُرآشوب شکنجے سے نجات دلائی۔ جس کے باعث یمن کے راستے ایشیا بحر الکاہل کی طرف جانے والے قافلے محفوظ ہوگئے۔ یمن سے شام کے تجارتی قافلے یہیں پڑاؤ اختیار کیا کرتے تھے۔ جزیرۃ العرب اپنے جغرافیائی محلِ وقوع کے اعتبار سے تمام براعظموں سے جڑا ہوا ہے۔ قدرتی ساخت کے باعث خشکی کے تمام ٹکڑے یہیں سے اثرات حاصل کرتے ہیں۔ دنیا کے دیگر خطوں میں ہونے والی تبدیلیاں اپنے نتائج یہاں فراہم کرکے ان کی ترقی وارتقا کی توثیق کرواتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر اُبھرتی ہوئی نئی طاقت اس خطے میں اپنے مراکز قائم کرنے کو ترجیح دیتی ہے، جو اس کے عالمی غلبے کو مضبوط اور مستحکم بنانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

گزشتہ صدی میں طاغوتی غلبے کے باعث یہ خطہ عالمی امن کے لیے خطرہ بن گیا۔ ایسی ریاستیں جو استعمار نے قائم کی تھیں، آلہ کاری کے باعث ان کا وجود دہشت اور خوف کی علامت ثابت ہوا۔ ہمسایہ ممالک کے ساتھ جنگوں میں اُلجھ کر خطے کا امن تباہ کر دیا۔ بعض ریاستیں صیہونی عزائم کے باعث قتل وغارت میں ملوث ہوگئیں۔ ہمسایہ ملکوں کے علاقوں پر قبضہ کرنے سے جارحیت کی مرتکب ٹھہریں۔ ہمسایہ ممالک ان کی رفاقت میں خوف محسوس کرنے لگے۔ یوں گزشتہ صدی بدامنی، خوف وہراس، لوٹ مار، دہشت گردی، انتہا پسندی جیسے اجتماعی امراض کی صدی بن گئی۔ بیسویں صدی کے اختتام پر دنیا میں کوئی ایسی طاقت باقی نہ بچی جو طاغوتی مظالم کا مقابلہ کرنے کی سکت رکھتی۔ اقوام کے پاس صرف دو ہی راستے تھے؛ طاغوت کی طاقت کے سامنے سرنگوں کر دیں، دوسری صورت میں اپنے بدنما چہرے کو سیاہ غلاف میں چھپا کر ابدی نیند کی چادر تان لیں۔ نیابت کی ذمہ داری کا دعویٰ کرنے والے مصلحت اندیش بن گئے۔ انھوں نے نیابت تو اختیار کی، البتہ رحمان کی بجائے طاغوت ان کا آلہ بن گیا۔

''روس اور ایران کے درمیان گزشتہ ایک سال میں دفاع سمیت مختلف شعبوں میں مضبوط تعلقات استوار ہوئے ہیں'' (سعودی اخبار؛ اُردو نیوز، 15 ستمبر 2024ء)۔ اقوامِ متحدہ کی اکتوبر 2020ء کی قرارداد کے مطابق' ایران پر روایتی ہتھیاروں کی خریداری پر پابندیوں کی میعاد ختم ہوچکی ہے۔ روس نے کہا ہے کہ وہ ایران کو جیٹ فروخت کرے گا۔ امریکا نے ایران اور روس کے درمیاں بڑھتے ہوئے فوجی تعاون پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ پینٹاگان کے ترجمان جان کربی نے کہا ہے کہ: ''ایرانی پائلٹ مبینہ طور پر روس میں سخوئی جنگی طیاروں کو اُڑانا سیکھ رہے ہیں۔ اور یہ کہ ایران کو اگلے سال کے دوران یہ طیارے مل سکتے ہیں، جو علاقائی ہمسائیوں کے مقابلے میں ایران کی فضائیہ کو نمایاں طور پر مضبوط کردے گا''۔ 10 ستمبر 2024ء بروز منگل کو برکس رُکن ملکوں کے میڈیا اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے روس کے نائب وزیر خارجہ سرگئی ریابکوف کا کہنا تھا کہ: ''ماسکو اور تہران کے درمیان عسکری اور تکنیکی تعاون کا امریکا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اسے دوسروں کے معاملات میں ٹانگیں اُڑانے کے بجائے اپنی مشکلات کی فکر کرنا چاہیے'' (ایرانی نیوز ایجنسی ارنا، 17 ستمبر 2024ء)۔

ایران اور چین کے درمیاں پہلے ہی 25 سالہ معاہدہ ہوچکا ہے۔ اگلے روز یعنی اتوار کو جب امریکی صدر جو بائیڈن سے ایران اور چین کے درمیاں مضبوط ہونے والے تعلقات کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: ''اس معاملے پر وہ کئی سال سے تشویش میں مبتلا ہیں'' (انڈیپنڈنٹ اردو 31 مارچ 2021)۔ امریکی صدر جو بائیڈن کا اعتراف کرنا کہ وہ کئی سالوں سے تشویش میں مبتلا ہے کے معنی ہیں کہ اسے ایران اور چین کے درمیاں پائے جانے والے تعلقات کے بارے میں معلومات تھیں محض مبالغہ آرائی ہے۔ کیوں کہ چین نے تو اسے اتنا مخفی رکھا تھا کہ کسی کو کان وکان خبر ہونا تو درکنار حتیٰ کہ کسی کو بھنک تک نہ ہوسکی۔ امریکی صدر کے لیے ویسے تشویش میں مبتلا ہونے کی کئی نوعیتیں ہیں، کیوں کہ امریکی صدر کو بذاتِ خود اچھی خاصی تشویش ہے۔

سعودی عرب اور رُوس کے درمیاں 20 معاہدوں پر دستخط ہوئے۔ دستخطوں کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے روسی صدر ولادی میر پیوٹن نے کہا کہ: ''دونوں ملکوں کے درمیاں 90 سال سے دوستانہ تعلقات ہیں، جنھیں آج مزید مستحکم ہونے کی ضرورت ہے'' (اردو نیوز، 15 ستمبر 2024)۔ روس نے اعلان کیا ہے کہ: ''اس نے امارات کی ثالثی میں ہونے والے معاہدے کے تحت یوکرین کے 103 جنگی قیدیوں کو رہا کیا ہے۔ بدلے میں اتنی ہی تعداد میں یوکرین سے روسی قیدی رہا کیے گئے ہیں'' (بزنس ریکارڈر 14 ستمبر 2024)۔ یمن کے حوثیوں نے وسطی اسرائیل میں طویل فاصلے تک مار کرنے والے میزائل ابیب کے دفاعی نظام کو تباہ کردیا ہے۔ انھوں نے ہائپرسونک بیلسٹک میزائل کے ذریعے اسرائیل کو نشانہ بنایا ہے۔ یہ میزائل سو فی صد درست ثابت ہوا۔ اس نے 11.30 منٹ میں 2 ہزار 40 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے جفا کے علاقے اسرائیلی ملٹری پوزیشن کو نشانہ بنایا ہے (اے آر وائی نیوز 16 ستمبر 2024)۔

نئی اُبھرتی ہوئی طاقتیں دنیا میں استعماری اقدامات اور ان کی شاطرانہ چالوں کا جائزہ لے کر انھیں ناکام بنانے کی حکمتِ عملی پر کام جاری رکھے ہوئے ہے۔ کمزور اقوام کو ثالثی کا کردار سونپ کر ان کے قد کو بلند اور انھیں پُراعتماد بنایا جارہا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں ایک ایسا سیاسی ڈھانچہ وضع ہو رہا ہے، جس کی سربراہی جدید ٹیکنالوجی کی حامل قوتوں کو حاصل ہوگی۔ جس کے حصول سے نہ صرف کمزور اقوام طاقت ور ہوتی جارہی ہیں، بلکہ دنیا کی سپر پاورز کے لیے چیلنج بنی ہوئی ہیں۔ استعماری طاقت کے مراکز آج ان کے براہِ راست نشانے پر ہیں۔

رپورٹ: سیّد نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

انسانی اجتماع میں خاندانوں اور قبائل کی معنویت

13 ستمبر 2024ء کو حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ نے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

''عزیز دوستو! دینِ اسلام انسانوں کو اجتماع پسند بناتا ہے۔ انھیں اجتماعیت کی لڑی میں پرو دیتا ہے۔ قومی اور بین الانسانی مفادات اور تقاضوں کو سمجھ کر کردار ادا کرنا، ایک مسلمان کی سلامتی کا بنیادی تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمھارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں، تاکہ تمھیں آپس میں پہچان ہو''۔ (49-الحجرات:13) یہ آیت اجتماعِ انسانی کی بنیادی ضرورتوں اور تقاضوں کو سمجھانے کے حوالے سے رہنمائی کرتی ہے۔ اس کی تشریح میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم تمام کا باپ ایک آدم ہے، اور تم تمام کی ماں ایک ہوا ہے، ان دونوں سے تم پیدا ہوئے ہو۔ یعنی ہر فرد کی ساخت میں اس کی ماں اور باپ دونوں کا برابر حصہ ہے۔ انسان کی تخلیق کے بعد اس کے سب آثار و خواص، ساخت اور شکل وصورت متعین کردیے گئے ہیں۔ ہر انسان باپ اور ماں کی کسی نہ کسی شاخ، قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ اوپر جا کر یہ تمام خاندان اپنے آبا وٌاجداد کے کسی نہ کسی سلسلے سے جڑے ہوئے ہیں اور اسی کے مطابق انسان میں خواص اور موروثی جینز پائے جاتے ہیں۔

اللہ پاک نے فرمایا کہ ہم نے تمھارے لیے شَعَب اور قبائل اس لیے بنائے ہیں تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان پیدا کرسکو، سمجھ سکو۔ ایک دوسرے کا تعاون، محبت اور نصرت کرسکو۔ مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ سارے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ کیوں کہ جب قبائل اور شعوب بنائے اور ہر شَعَب کی اپنی ایک خصوصیت ہے تو وہ خصوصیت اُس کی ذیلی شاخوں میں بھی مشترکہ ہوگی، البتہ ہر قبیلے کی اپنی ذاتی خصوصیات بھی ہوتی ہیں، حتیٰ کہ ایک قبیلے کے ذیل میں جتنی بھی ذیلی شاخیں اور خاندانوں کے بھی اپنے خواص ہیں۔ اَور نہیں تو اُس ایک خاندان کے اندر جتنے افراد بھی ہیں، ماں باپ، بہن بھائی، بیٹا بیٹی میں سے بھی ہر فرد ایک منفرد خصوصیت پر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ ایسی یونیک خصوصیت ہے، جو دوسرے افراد اور قبائل میں نہیں پائی جاتی، اس کے بھائی میں نہیں پائی جاتی، اس کی ماں میں نہیں پائی جاتی، اس کے باپ اور دادا میں نہیں پائی جاتی۔ وہ صرف اسی فرد کی خصوصیت ہے۔ اب اس فرد کو سمجھنا ہے کہ ماں اور باپ کا مزاج کیا ہے؟ اس کے بھائی اور بہن کا مزاج کیا ہے؟ دیگر خاندانوں، قبائل، نسلوں اور اقوام کا مزاج کیا ہے؟ انسانوں کو مختلف قبائل میں تقسیم کرنے کا مقصد ان تمام کے مزاجوں کو اجتماعیت میں سمونا ہے۔ ایسی اجتماعیت جس میں ایک ابتدائی خاندان اور فیملی سے لے کر بین الاقوامی سطح پر مختلف شَعَب اور نسلوں کی آپسی پہچان پیدا کرکے ان کی اجتماعیت کو برقرار رکھا جائے''۔

مذہب کے نام پر نسل، وطن اور قومی تصورات کے انکار کا رویہ

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہ نے مزید فرمایا:

''مذکورہ آیت کے دوسرے حصے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار اور تقویٰ والا ہے''۔ تقویٰ نام ہی اس بات کا ہے کہ انسانوں کے مزاجوں کی پہچان حاصل کرکے ان میں عدل اور توازن پیدا کیا جائے۔ جس فرد کو خاندان کے لوگوں کے مزاج کا نہیں پتہ، وہ کبھی بھی عدل و توازن پیدا نہیں کرسکتا۔ تقویٰ؛ ایک دوسرے کے مزاج کا لحاظ رکھ کر اس کے ساتھ معاملہ کرنا ہے۔ دوسروں پر آپ اپنا شخصی مزاج مسلط کریں تو کبھی اجتماعیت قائم نہیں ہوسکتی۔ اللہ کے ہاں تم میں سب سے بڑا متقی اور معزز وہ ہے جو ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھ کر اللہ کے ڈر اور تعلق سے عدل وانصاف قائم کرے۔ قرآن حکیم کا فرمان ''آپس میں نیک کاموں پر اور پرہیزگاری پر مدد کرو'' (5-المائدہ:2) بھی اس تقویٰ کے معنی میں شامل ہے، اسی طرح اگر اپنے قبیلے اور اپنی قوم کو خطرہ لاحق ہو تو ایک دوسرے کی مدد اور نصرت کرنا، ایک جان بن کر دشمن کا مقابلہ کرنا بھی تقویٰ ہے۔ اَنصار کو ''اَنصار'' (مددگار) بھی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی نصرت اور مدد کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں کوئی حسب نسب، کوئی رشتے ناتے کا اعتبار نہیں ہوگا۔ وہاں تو تقویٰ والے آدمی کی عزت ہوگی۔ اس آیت کی تشریح میں عام طور پر دو باتوں کو خلط کردیا جاتا ہے کہ قیامت کے دن چوں کہ اللہ کے ہاں سب برابر ہوں گے، اس کے نتیجے میں دنیا کے اندر بھی یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہاں بھی حسب ونسب کا کوئی اعتبار نہیں، سارے انسان برابر ہیں۔ جب کہ معاملہ مختلف ہے۔ ایک قانون قیامت سے متعلق ہے اور ایک قانون اس دنیا سے متعلق ہے۔ قیامت کا قانون تو یہ ہے کہ وہاں کوئی حسب نسب، قبیلہ، نہیں ہوگا، لیکن دنیا میں حسب ونسب اور قبیلہ وخاندان کی پہچان ضروری ہے۔ کیوں کہ یہ حسب ونسب اور خاندانی پہچان' ڈسپلن، تعاون، تناصر اور تفاہم کے لیے اس دنیا کی ضرورت ہے۔

دنیا میں سب انسانوں کو برابر قرار دے کر اپنی نسل، دھرتی اور وطن سے کاٹ دینا ایسا پروپیگنڈا ہے، جو پچھلے تین سو سال سے سامراجی طاغوتی قوتوں نے اپنے تسلط کے لیے ہمارے ذہنوں میں ڈال دیا۔ یا تو بے شعور طبقہ یہ ذہنیت پھیلاتا ہے، یا جان بوجھ کر مغرب کا تربیت یافتہ اسلام پسند، اسلامی جماعت، اسلام کے نام پر کام کرنے والے، قومیت اور ''شَعَب'' کی نفی کردیتے ہیں اور قبیلے کی بھی نفی کردیتے ہیں۔ اس کے بنیاد پر جو انسانیت کے خواص تھے، جس کی بنیاد پر تفاہم، تعاون اور تناصر ہونا تھا، جس سے ایک قوم کی قومی طاقت وجود میں آنی تھی، اس کو سامراج نے توڑ دیا۔ الشعب الہندی، الشعب الافریقی اور الشعب العرب کو تقسیم کردیا، لیکن اپنی اجتماعی طاقت کو ''یورپین'' کے نام سے ایک جگہ اکٹھا کردیا۔ یہ قرآنی آیت (49-الحجرات:13) کی غلط تشریح ہے''۔

قوموں کی رولنگ کلاس کی اہمیت اور انھیں تباہ کرنے کے استعماری حربے

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’ہر شَعَب (قوم) کے خیار (لیڈرشپ) ہوتے ہیں۔ ہر قبیلے اور وطن کی ایک رولنگ کلاس ہوتی ہے۔ وہ اپنی قوم کی ترقی اور بھلائی کے لیے کردار ادا کرتی ہے۔ وہ مشران، ملکان، راجے مہاراجے اور ملِک ہوتے ہیں۔ بہادری، دلیری، عظمت اور لوگوں کو ساتھ لے کر چلنے کی ان میں استعداد ہوتی ہے۔ ان میں **تفاھُم** (ایک دوسرے کی بات سمجھنا سمجھانا) بھی اعلیٰ درجے کا ہوتا ہے۔ اُن میں عقلی تعاوُن بھی اعلیٰ درجے کا ہوتا ہے، تناصُر (ایک دوسرے کی اجتماعی طور پر مدد کرنا) بھی اعلیٰ درجے کا ہوتا ہے۔ کیوں کہ جیسے انسانوں کی مختلف اقسام ہوتی ہیں، ایسے ہی لیڈرشپ کی صلاحیت بھی مختلف ہوتی ہے، جو حقائق کی بنیاد پر پوری قوم کو ساتھ لے کر چلتی ہے۔ پچھلے ڈھائی تین سو سال سے سامراجی نظام نے آ کر اس شَعب کو توڑا تو ہر جگہ کے حکمران طبقے کو ذلیل کر دیا۔

قرآن حکیم نے ملکہ بلقیس کی زبان سے ایک قانون بیان کر دیا کہ: دنیا کے ظالم حکمران جب کسی ملک پر تسلط حاصل کرتے ہیں تو اس میں فساد مچاتے اور اُن کے معزز لوگوں اور حکمران طبقے کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ (27-النمل: 34) افریقا میں سے کوئی قیادت اُبھرنے نہیں دیتے۔ عربوں سے کوئی قومی قیادت کو اوپر نہیں آنے دیتے۔ ترکوں میں سے کوئی قیادت پیدا نہیں ہونے دیتے۔ برعظیم پاک و ہند میں سے قیادت اُبھرنے نہیں دیتے۔ قوم کو تباہ کرنا، اُس کے کریم، معزز اور اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل لوگوں کو راستے سے ہٹا دینا، پھر انسانوں کے اُس پھوکٹ مال کو قیادت کے منصب پر مسلط کر کے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنا جن کو نہ اپنی قوم اور وطن سے کوئی واسطہ ہوتا ہے، نہ اپنے خطے کی غیرت سے کوئی تعلق ہوتا ہے، موجودہ دور کا سب سے بڑا جرم ہے۔

اللہ کی پیدا کردہ مخلوق کی تخلیق میں تغیر و تبدل کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ اصل امریکی، ریڈ اِنڈینز، جو اُس نسل، اُس زبان، اُس خطے سے وابستہ تھے، انھیں قتل کر کے سامراجی یورپین بھیڑیوں کا امریکا پر تسلط، کیا یہ تغیرِ خلق نہیں ہے؟ پورے افریقا کے لوگوں کو افریقی دائرے کے اندر، اپنے قومی وقار اور عزت سے محروم کر کے فرانس، امریکا، برطانیہ کے مفادات نے اسے ٹکڑوں میں بانٹ کر وہاں کے ذخائر اور وسائل پر قبضہ کرنا، کیا یہ تغییر خلق اللہ نہیں؟ ایک جزیرۃ العرب کے چودہ ملک (قطر، امارات، عمان، شارجہ، یمن، عدن وغیرہ) بنا کر سرحدیں کھڑی کر کے تقسیم در تقسیم پیدا کر کے، ہر ایک کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کرنا، یہی تو تغییرِ خلق اللہ ہے۔ برعظیم پاک و ہند کو ساتوں ملکوں میں تقسیم کر کے ان کی حکومتوں کو یرغمال بنا لیا۔ پاکستان کے فرعونوں، قارونوں اور ہامانوں کا تو آپ عملی طور پر تجربہ کر رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ایک بنگالی بھی بھاگ کر امریکا جاتا ہے، ایک پاکستانی اور ہندوستانی بھی عزت کی روزی کے لیے دوسرے ممالک میں دھکے کھاتا ہے۔ کیوں کہ اس کے خطے کو بکھیر دیا گیا۔ اُس کی اجتماعیت میں تقسیم در تقسیم اور عام انسانیت کی رُسوائی پیدا کرنے کا عمل کر دیا‘‘۔

قوموں میں نفرت پیدا کرنے کے استعماری حربے

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’اللہ کے ہاں معزز وہ ہے، جو اپنی قومیت کی حفاظت کرے، لیکن دوسری قوم کو تباہ و برباد کرنے کے لیے نہیں۔ اپنے قبیلے کی حفاظت کرے، دوسرے قبیلے کے نسب کو تباہ و برباد کرنے کے لیے نہیں۔ اپنے نسب کی حفاظت کرے، دوسرے نسب پر فخر کرنے کے لیے نہیں، بلکہ ایک دوسرے کو سمجھنے، ان کے مزاجوں کو جاننے کے لیے۔ دیگر اقوام کے مزاجوں کا فہم حاصل کرنا اور پھر اُن میں تعاونِ باہمی کا سیاسی معاشی نظام قائم کرنا، اور وہ تعاونِ باہمی بھی بِرّ اور تقویٰ کی بنیاد پر ہو، نہ کہ اثم اور عُدوان کی بنیاد پر۔ عدوان یہ ہے کہ ایک قوم، ایک زبان، ایک نسل کے لوگ دوسری نسل پر چڑھائی کریں، انھیں غلام اور حقیر سمجھیں۔ یہ تقویٰ کے خلاف بات ہے۔ ایسی شَعبیت، ایسی قومیت کی ذہنیت - جو کسی دوسری قوم کو یرغمال بنا کر اس پر غلامی مسلط کرے - جرم ہے۔ ایسی وطنیت - جو دوسروں کی تباہی اور بربادی کے لیے کردار ادا کرے - جرم ہے۔ یہ جرم آج ہم سے کروایا جا رہا ہے۔ اسلام نے جو اجتماعیت اور ایک قومی سوچ دی، اس سے نکل کر سامراجی دشمن کی بولی بولنا غلط رویہ ہے۔ افسوس تو یہ کہ مسجد کا منبر بھی قومیت اور وطنیت کے خلاف تقریر کر کے یہ انفرادی جذبات لوگوں کے اندر اُبھارتا ہے۔

قومیت کا منفی کردار ضرور ردّ کرو، لیکن جو مثبت کردار دین نے متعین کیا ہے، قرآن نے متعین کیا ہے، شریعت نے متعین کیا ہے، اُسے اختیار کرو۔ یہ کہاں کا اُصول اور ضابطہ ہے کہ قوم یا وطن میں منفی کردار ہے تو وطن کو ہی ختم کر دیا جائے؟ اس سے نفرت کی جائے؟ یہ تو مسئلے کو مزید گھمبیر کرنا ہے۔ اور اس کا مقصد اُن تمام قوموں کو سامراجی طاغوتی قوتوں کا آلہ کار بنا دینا ہے۔ غلط چیز کو روکا جاتا ہے، سِرے سے اصل جڑ کو نہیں کاٹا جاتا ہے۔ کسی درخت کی کسی ایک ٹہنی پر کوئی مرض لاحق ہو گیا، یا خشک ہونے لگی تو وہ ٹہنی کاٹی جاتی ہے، درخت نہیں کاٹا جاتا ہے۔ یہی قوم اور وطن کی مثال ہے۔

بین الانسانیت اور بین الاقوامیت کے نام پر قومیت کی نفی کرنا، وطنیت کی نفی کرنا، یہ بھی جرم ہے۔ اور یہ جرم پچھلے تین سو سال سے سامراج کے زیرِ سایہ یہاں کی مذہبی جماعتوں نے پیدا کیا ہے۔ چاہے وہ کسی بھی مذہب کی ہوں۔ ہندوتوا کی ہوں یا اسلام کے نام پر رجعت پسند طبقے کی جماعتیں ہوں۔ اولیاء اللہ، علمائے ربانیین نے اس کی نفی کی ہے۔ آج ہم اولیاء اللہ کی تعلیمات سے انحراف کر کے سامراج کے پیچھے چل کر اپنا وطن اُجاڑ رہے ہیں۔ اپنی قوم تباہ کرنے کے درپئے ہیں۔ ہم نے اپنی سیاسی طاقت کھو دی، اپنی معاشی طاقت کھو کر قرضوں کی غلامی شروع کر دی، اس سے بڑھ کر اَور عذاب کیا ہوگا۔ ابھی بھی عقل نہیں ہے تو کب آئے گی؟ اللہ تعالیٰ ہمیں عقل و شعور نصیب فرمائے۔ قرآن کے تناظر میں اپنے نظریات، افکار، اپنا تفاہم درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی دھرتی کو آباد کرنے، خوش حال بنانے، امن دینے، عدل و انصاف دینے کے لیے کردار ادا کرنے کی اجتماعیت پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے‘‘۔ (آمین!)

عظمت کے مینار

وسیم اعجاز، کراچی

امیرالامرا نواب نجیب الدولہ ثابت جنگ، یوسف زئیؒ

ہندوستان کی تاریخ میں جب بھی ولی اللّٰہی تحریکاتِ آزادی کی بات ہوگی تو حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور نواب نجیب الدولہ کے باہمی تعلق اور خط و کتابت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ مرہٹوں کی سرکوبی میں نواب نجیب الدولہ کا کردار بہت کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ نجیب خان 1707ء میں ضلع صوابی کے گاؤں ''مانیری'' میں سردار اِصالت خان کے ہاں پیدا ہوئے۔ سردار اصالت خان اپنے علاقے کے سردار تھے اور علاقے بھر میں نام وَر حیثیت کے حامل تھے۔ لکھنے پڑھنے کے بجائے حربی فنون کو اختیار کرنے کی جانب راغب تھے۔ اسی وجہ سے نجیب الدولہ کو بھی فنونِ حربی اور شہ سواری میں تربیت دی۔ نجیب خان میں بھی قدرتی طور پر سرداری کی خوبیاں موجود تھیں۔

موصوف کے چچا نواب بشارت خان کا وسطِ ہندوستان میں گھوڑوں کی تجارت کا کاروبار تھا۔ 1737ء میں وہ انھیں صوابی سے اپنے ساتھ لے آئے۔ نواب علی محمد خان جو کہ نجیب الدولہ کے ہم زلف بھی تھے، انھیں جب موصوف کی صلاحیتوں کا علم ہوا تو اپنے ساتھ 1743ء میں آنولہ لے گئے۔ وہاں سینکڑوں سوار ان کی ماتحتی میں دیے گئے۔ ان کی صلاحیتوں سے متأثر ہوکر سردار دوندے خان نے 1748ء میں دارانگر (امروہہ) کی ذمہ داری ان کے سپرد کی، جسے نجیب الدولہ نے بڑی خوبی سے نبھایا اور اسی شہر کو اپنا دارالحکومت بنایا۔ شہر کا انتظام و انصرام اس طرح کیا کہ دور دراز سے بھی لوگ یہاں آکر آباد ہونا پسند کرنے لگے۔

1753ء میں جب ابوالمنصور خان صفدر جنگ نے احمد شاہ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا اور اس کی ابتدا روہیل کھنڈ سرداروں سے کی تو اس کا مقابلہ دوندے خان اور نجیب الدولہ سے ہوا۔ دہلی میں صفدر جنگ کی سازشوں کو ختم کرنے کے لیے نجیب الدولہ نے اپنے افواج کے ساتھ دہلی کی جانب کُوچ کیا۔ جس میں صفدر جنگ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس واقعے سے ہندوستان کے پائے تخت دہلی میں نواب نجیب الدولہ کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا اور انھیں ''نجیب الدولہ'' کا خطاب ملا۔ اب دہلی کے بادشاہ احمد شاہ سے اس کا براہِ راست تعلق ہوگیا تھا۔ ملکی سیاسیات میں ان کی مشاورت کا لازمی اہتمام کیا جاتا تھا۔ 1761ء سے 1770ء تک وہ دہلی کی نمایاں شخصیت رہا۔ اسی دوران موصوف کا حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے ساتھ عقیدت کا تعلق پیدا ہوگیا تھا۔

1753ء میں ''مانس ندی'' اور بجنور شہر کے قریب اپنے نام سے شہر ''نجیب آباد'' آباد کیا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کو آباد کیا۔ ان کے لیے کاروبار کے مواقع پیدا کیے۔ تعلیم و تعلّم کا انتظام کیا۔ قلعہ تعمیر کروایا۔ دینِ اسلام کی تعلیم و تدریس کے لیے دہلی کے مدرسہ رحیمیہ کی طرز پر ایک مرکز قائم کیا۔ امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ نجیب آباد مرکز کو ولی اللّٰہی تحریک کے پانچ مراکز میں سے ایک مانتے ہیں۔ ولی اللّٰہی حکمت اور فلسفے کی ترویج میں اس مرکز کا ایک خاص حصہ ہے۔

ہندوستان کے مرکز دہلی کے خلاف ہونے والی اس وقت کی سازشوں کو ختم کرنے میں موصوف کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔ مظفرنگر میں چیت سنگھ کی لوٹ مار کا قلع قمع کیا۔ دوآبہ گنگ و جمنا کے اطراف میں بغاوتوں کو کچلا۔ نواب نجیب الدولہ انتہائی قومی درد اور مذہبی جذبات کے حامل تھے۔ انھوں نے ہندوستان کی مرکزی حکومت مغلیہ سلطنت کو بچانے کے لیے وہ کام سرانجام دیا، جو سلجوقیوں نے بنوعباس کی حکومت کو قائم رکھنے کے لیے کیا تھا۔ شاہ عالمگیر ثانی نے موصوف کو مغلیہ سلطنت کا کارپرداز (انتظامی عہدہ) مقرر کیا اور ''امیرالامرا'' کے خطاب سے سرفراز کیا۔

یہ وہی دور تھا جس میں مرہٹوں نے مغلیہ سلطنت کے خلاف بغاوت کھڑی کردی تھی۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں سے بُری خبروں نے ہر خاص و عام کو پریشان کردیا تھا۔ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے انتہائی قریبی دوست حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہیدؒ کے درمیان اس پریشانی کے حل کے لیے مشاورت ہوئی تو حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے نواب نجیب الدولہ کو خطوط لکھے، جس میں اسے احمد شاہ ابدالی کے ساتھ مل کر اس فتنے کا مقابلہ کرنے کی تاکید کی ہے۔ احمد شاہ ابدالی کو خطوط لکھنے میں نواب نجیب الدولہ کے ساتھ ساتھ نواب حافظ الملک رحمت خاں (والیٔ بریلی) بھی شریک تھے۔ کتاب ''شاہ ولی اللہ اور ان کے سیاسی مکتوبات'' میں نواب نجیب الدولہ کے نام شاہ صاحبؒ کے سات مکتوبات شائع ہوئے ہیں۔ دوسری جانب حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہیدؒ نے اپنے ارادت مند نواب دوندے خان (خسر نواب نجیب الدولہ) کو خط کے ذریعے اس مرہٹوں کے خطرے سے آگاہ فرمایا اور تاکید فرمائی کہ: ''اس سیلاب کو دفعہ کرنے میں جاں کی بازی لگانے کا وقت ہے''۔ مصنف ''سِیَرُ المتأخِّرین'' نے لکھا ہے کہ: ''احمد شاہ ابدالی کا ہندوستان میں آنا، نجیب الدولہ کا اس کے ساتھ شریک ہونا، مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو ختم کرنا اور پھر نجیب الدولہ کا ''امیرالامرا'' ہوجانا، یہ سب شاہ ولی اللہؒ کی کوششوں کا نتیجہ تھا''۔

احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے درمیان پانی پت کے میدان میں جون 1761ء میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں مرہٹوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس جنگ کے اختتام سے دو ماہ بعد احمد شاہ ابدالی یہاں کی حکومت' مغلوں کے سپرد کرکے واپس چلا گیا۔ مرہٹوں کی وجہ سے خلقِ خدا بلاتمیز مذہب و نسل جس ظلم و ستم سے دوچار تھی، اس سے نجات مل گئی اور دہلی کی سلطنت میں اتنی جان ضرور پڑی کہ (مستقبل میں برائے نام ہی سہی لیکن) مزید ایک سو سال تک زندہ رہی۔

نواب نجیب الدولہ کا انتقال 31/ اکتوبر 1770ء کو ہوا۔ ''اس کی عدل گستری اور بالغ نظری کا یہ واقعہ ہمیشہ تاریخ میں یادگار رہے گا کہ وہ جس وقت بسترِ مرگ پر اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا تو اس نے اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ گنگا کے میلے میں آنے جانے والے ہندو یاتریوں کے جان و مال کی پوری حفاظت کی جائے''۔

حضرت مولانا بشیر احمد امینی میواتیؒ کا سانحۂ ارتحال

خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تربیت یافتہ اور خوشہ چین حضرت مولانا بشیر احمد امینی میواتیؒ اپنے آبائی گاؤں گھاسیڑہ، میوات، انڈیا میں ۲؍ ربیع الاوّل ۱۴۴۶ھ / 6؍ ستمبر 2024ء بروز جمعۃ المبارک کو وصال فرما گئے۔ اِنّا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپؒ کی ولادت میوات کے مردم خیز قصبہ گھاسیڑہ میں 1955ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حضرت میانجی رحمٰن بخشؒ اور حضرت مولانا محمد رمضانؒ سے حاصل کی، اور فارسی کی کچھ کتابیں گھر پر ہی اپنے تایا مولانا عبدالکریمؒ سے پڑھیں۔ پھر مولانا اشرف علی اٹاوڑیؒ سے نحو اور مولانا رحمت اللہ مدظلہ العالی سے منطق و فلسفہ اور دیگر کتب پڑھیں۔ مولانا اسحاق اٹاوڑیؒ سے اُردو دینیات اور تحریر وغیرہ کے سلسلے میں استفادہ کیا۔

اس کے بعد مدرسہ سبحانیہ دہلی میں داخل ہوئے۔ حضرت مولانا عبدالمنان دہلویؒ (مجازِ حضرت رائے پوری ثانیؒ) اور دیگر اساتذہ سے متوسط کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد مدرسہ امینیہ میں مفتی ضیاء الحقؒ (تلمیذ مفتی کفایت اللہ دہلویؒ) سے مشکوٰۃ پڑھی اور مولانا سید محمد میاںؒ سے حدیث کی دیگر کتابیں پڑھیں۔ 1975ء میں مولانا سید مشہود الحسن سے بخاری شریف پڑھ کر مدرسہ امینیہ سے فراغت حاصل کی۔ پھر پنجاب یونیورسٹی چندی گڑھ سے فارسی میں منشی فاضل کیا اور دیگر مدارس میں درس و تدریس کے سلسلے میں مشغول رہے۔ 1978ء میں آپؒ راجستھان کے علاقے بیکانیر میں درس و تدریس کا کام کیا۔ اس کے بعد آپ نے تقریباً بارہ سال مدرسہ صدیقیہ نوح میں درس و تدریس میں گزارا۔ آپؒ نے 2003ء تک یہ خدمت فی سبیل اللہ بہ حسن و خوبی انجام دی۔

1988ء میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ سفرِ رائے پور کے دوران آپ سے بیعت ہوئے اور حضرت کے قیامِ رائے پور میں ذکر واذکار میں مشغول رہے۔ اس کے بعد حضرت رائے پوری ثالثؒ کے تمام اسفارِ رائے پور میں ہمیشہ خانقاہ میں قیام فرما رہے۔ اسی دوران پاکستان میں بھی حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی وفات 1992ء کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ سے بدستور تعلق قائم رہا۔ 1999ء میں حضرت رائے پوری رابعؒ کے سفرِ رائے پور کے دوران تقریباً تین ماہ تک خانقاہ میں ہی قیام فرما رہے۔ اس زمانۂ قیام میں حضرت رائے پوری رابعؒ کے حکم سے راقم سطور نے خانقاہ کی مسجد میں ''حجۃ اللہ البالغۃ'' کا درس شروع کیا تو حضرت مولاناؒ بھی دیگر علما کے ساتھ اس درس میں شریک رہے اور بڑی توجہ سے شاہ صاحبؒ کے علوم و افکار سے گہری دلچسپی اور دلی تعلق قائم کیا۔

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے وصال (2012ء) کے بعد راقم سطور سے بھی مولاناؒ کا محبت کا تعلق قائم رہا۔ اس لیے راقم نے علوم ولی اللّٰہی اور ذکر اذکار کے فروغ کے لیے انھیں ذمہ داری دی تھی، جسے انھوں نے بڑی خوبی سے آخر تک وقت تک نبھایا۔ آپ کے شاگرد اور متعلقین بھارت میں جگہ جگہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولاناؒ کی قبر کی روشن کرے اور اُن کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔ (آمین)

(بقیہ)

خُلقِ عدالت سے حاصل ہونے والے بنیادی مقامات (2)

فرمایا: ''کیا تم اس پر راضی نہیں کہ مَیں اس سے تعلق قائم رکھوں جو تجھ سے تعلق قائم رکھے، اور جو تجھ سے تعلق توڑ دے میں اس سے تعلق توڑ دوں؟'' رحم نے عرض کیا: اے اللہ! کیوں نہیں (میں راضی ہوں)، فرمایا: ''یہ میں نے جو کہا ایسے ہی ہوگا''۔ (مشکوٰۃ: 4919)

(29) فرمایا: ''جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا رزق فراخ کر دیا جائے اور اس کی عمر دراز کر دی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے''۔ (مشکوٰۃ: 4918)

(والدین کی نافرمانی؛ گناہِ کبیرہ)

(30) فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتلِ نفس اور جھوٹی قسم اٹھانا کبیرہ گناہ ہیں''۔ (مشکوٰۃ: 50)

(31) فرمایا: ''آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے''۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا آدمی اپنے والدین کو گالی دیتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں! وہ کسی آدمی کے والد کو گالی دیتا ہے تو (بدلے میں) وہ اس کے والد کو گالی دیتا ہے، اور یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے، تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے''۔ (مشکوٰۃ: 4916)

(32) ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا والدین کے ساتھ حسن سلوک کی کوئی ایسی صورت ہے، جس کے ذریعے میں ان کی وفات کے بعد ان سے حسن سلوک کر سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! ان کے لیے دعا کرو، ان کے لیے مغفرت طلب کرو، ان کے بعد ان کی وصیت پر عمل کرو، وہ جو صلہ رحمی کیا کرتے تھے اسے جاری رکھو اور ان کے دوستوں کی تکریم کرو''۔ (مشکوٰۃ: 4936)

(رہنماؤں اور چھوٹوں کے حقوق)

(33) فرمایا: ''بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا اور ایسے حافظِ قرآن کی عزت کرنا جو غلو سے کام نہ لیتا ہو اور عادل بادشاہ کی عزت کرنا اللہ کی عظمت اور بزرگی کا احترام کرنا ہے''۔ (مشکوٰۃ: 4972)

(34) فرمایا: ''جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہیں کرتا، نیکی کا حکم نہیں کرتا اور نہ وہ برائی سے روکتا ہے، وہ ہم میں سے نہیں''۔ (مشکوٰۃ: 4970)

(35) فرمایا: ''ہر شخص کو اس کے مقام اور مرتبے پر رکھو''۔ (ابوداود: 4842)

(مریضوں اور دینی بھائیوں کے حقوق)

(36) فرمایا: ''جس نے کسی مریض کی عیادت کی، یا کسی دینی بھائی سے ملاقات کی تو اس کو ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے: تمہاری دنیاوی و اُخروی زندگی مبارک ہو، تمھارا چلنا مبارک ہو، تم نے جنت میں ایک گھر حاصل کر لیا''۔ (ترمذی: 2008)

یہ احادیث اور ان کی طرح کی دیگر تمام احادیث خُلقِ عدالت اور باہمی حُسنِ سلوک پر متنبہ کرتی ہیں''۔ (أبواب الإحسان، باب: 3، بقيّةُ مَباحث الإحسان، ج: 2، ص: 232 تا 234)

Monthly **RAHIMIA** Lahore CPL No. 59

خوش خبری

"المَوقِف فی الحدیث النّبوی الشّریف" طبع ہوچکی ہے

شائقین علومِ قرآنیہ واحادیثِ نبویہ ﷺ کے لیے بڑی خوش خبری ہے کہ امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ۔ تلمیذ شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ۔ کی عظیم الشان کتاب ''التّمھید لتعریف أئمّة التّجدید'' کے اہم مقالے ''المَوقِف فی الحدیث النّبوی الشّریف'' کا عربی متن شائع ہو چکا ہے۔ یہ کتاب حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری مدظلہٗ العالی کی تحقیق وشرح ''المَوثِق البثیث علی المَوقِف فی الحدیث الشّریف'' کے عنوان سے دوجلدوں میں طبع ہوکر منظرِ عام پرآ چکی ہے۔

حضرت مولانا سندھیؒ نے اس کتاب کے پہلے باب میں ہندوستان میں علمِ حدیث کے پھیلاؤ کی مکمل تاریخ، حضرت ربیع بن صبیحؒ سے حضرت شیخ الہندؒ تک، بارہ ادوار میں بیان کی ہے۔ دوسرے باب میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کے طریقۂ فہمِ حدیث کے امتیازات پر گفتگو کی گئی ہے۔ حدیث کی شرح ووضاحت میں ولی اللّٰہی منہج، اس کی اہمیت، خصوصیات اور ائمہ فقہا کے اختلافات میں تطبیق کا اُصولی فہم، تیسرے باب میں بیان کا گیا ہے۔ کتبِ حدیث کے طبقات کی تعیین کے سلسلے میں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا مؤقف، امام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تائیدی آرا، نیز اس ضمن میں ''موطا'' و''صحیحین'' کی اہمیت اور دیگر کتبِ صحاح پر ان کی تقدیم چوتھے باب میں بیان کی گئی ہے۔ پانچویں باب میں ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ) کے مذاہب پر عمل کی اہمیت، ان کا اختلافی آراء میں تطبیق کا منہج اور دیگر گمراہ فرقوں سے اجتناب، نیز تاریخی تناظر میں احناف کے دومکتبہ ہائے فکر کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ چھٹے باب میں سنتِ نبوی ﷺ کی فقہ حنفی سے تطبیق، اس سلسلے میں ولی اللّٰہی علماء کا منہج بیان کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا تمام ابواب میں محقق کی طرف سے مفید اضافے بہ طور تکملہ کے شامل کیے گئے ہیں۔ آخر میں محقق علام مدظلہٗ نے اپنی سندِ حدیث کے ذیل میں ولی اللّٰہی اساتذہ کا ذکر کر کے اس علمی اور تاریخی دستاویز کو عصرِ حاضر کے ساتھ سنداً مربوط کردیا ہے۔

رعایتی قیمت:-/3000روپے

رابطہ

رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئنیز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور

00-92-42-36307714, 36369089

راؤ عتیق الرحمٰن خان

0332-7203090

دینی مسائل

اس صفحے پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں!

ازحضرت مفتی عبدالقدیر شعبۂ دارالافتا ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

سوال: میرے بہنوئی اوبر (uber) گاڑی چلاتے ہیں۔ بسا اوقات گاڑی میں لوگوں کی چیزیں رہ جاتی ہیں، مثلاً انگوٹھی وغیرہ اور لقطہ (گمشدہ چیز) کے حوالے سے شرعی حکم کے مطابق مشہوری کرانے کا بھی فائدہ نہیں۔ کیوں کہ مالک کی جگہ معلوم نہیں ہے۔ ایسی چیزوں کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: لقطہ (راستے میں گری پڑی چیز) کو کہتے ہیں، جس کی تفصیلات احادیث میں مذکور ہیں، صورتِ مسئولہ میں رائڈر (گاڑی کے مالک) کی ذمہ داری ہے کہ وہ کسٹمر کی چیز کو محفوظ بنائے اور مذکورہ ایپ کے ذریعے یا دوسرے ذرائع سے مالک سے ممکن حد تک رابطہ کرنے کی کوشش کرے۔ جب اس سے رابطہ کرے تو نشانیاں پوچھ کر معلوم کرے کہ واقعی اصل مالک وہی ہے، اگر یقین آ جائے تو اس کو اس کی چیز واپس دے دے۔ سال بھر تشہیر اور کوشش کے باوجود اگر اس کا مالک نہیں ملا اور نہ ملنے کا یقین یا ظن غالب ہے تو اگر خود فقیر ہو تو اس سے نفع اٹھا سکتا ہے۔ اگر غنی ہو تو اپنے باپ، اپنے بالغ بیٹے اور اپنے بھائی کو بھی۔ بشرطیکہ فقرا ہوں۔ دے سکتا ہے۔ البتہ صدقہ کرنے یا خود استعمال کرنے کے بعد اگر مالک آجاتا ہے تو اسے اپنی چیز کے مطالبے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اس صورت میں مالک کو راضی کرے۔ اگر راضی نہ ہو تو اس کی قیمت ادا کرے۔

سوال: ایک عورت جس کی عمر تقریباً 35 سے لے کر 40 سال ہے، اس کے 8 بچے ہیں۔ ان میں سے دو بیٹیاں ہیں اور 6 بیٹے ہیں۔ اس کے بڑے بیٹے کی شادی ہو چکی ہے اور اس کی ایک بیٹی ہے اور وہ عورت جسمانی طور پر کمزوری کا بھی شکار ہو چکی تھی تو کچھ دن پہلے اس نے اپنا آپریشن کروا کے اپنی بچہ دانی نکلوا دی۔ پہلے شرعی حکم معلوم نہیں تھا، بعد میں پتہ چلا کہ اللہ کے بنائی ہوئی چیز میں تغیر کر رہا ہے۔ اب اس کا کفارہ دینا پڑے گا؟ یا پھر توبہ استغفار کر کے کفارہ ادا ہو جائے گا؟ اگر کفارہ دینا واجب ہو چکا ہے تو کس چیز کا کفارہ دے اور کتنی مقدار میں دینا جائز ہے۔ سائل: محمد انور، پشاور

جواب: شرعی طور پر انسانی جسم میں اسی حد تک تصرف کیا جا سکتا ہے جو فطرت اور انسانی طبیعت کے تقاضے سے ہم آہنگ ہو، لہٰذا جسمانی کمزوری اور صحت کے مسائل کے سبب وقتی طور پر مانع حمل تدابیر تو اختیار کی جا سکتی ہیں، لیکن مستقل طور پر انسدادِ تولید جائز نہیں ہے۔ لہٰذا مذکورہ صورت میں متعلقہ خاتون سے خلافِ شرع عمل سرزد ہوا ہے، اس لیے اس گناہ کا کفارہ یہی ہے کہ وہ اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں صدقِ دل کے ساتھ اظہارِ ندامت اور توبہ واستغفار کرتی رہے، اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے۔

مدیرِ اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع وناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "رحیمیہ" رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئنیز روڈ لاہور سے جاری کیا۔